فیضانِ پیر
مہرِ علی شاہ
رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ
المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ط
اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

دُرودِ پاک کی فضیلت

حضرتِ سَیِّدُنا ابو دَرْداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے رِوایت ہے حضورنبیِ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح وشام مجھ پر دس دس بار دُرود شریف پڑھے گا بروزِ قِیامت میری شَفاعت اُسے پہنچ کر رہے گی۔[1]

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ماہِ شَرِیعت، مِہرِ طَرِیقت، تاجدارِ گولڑہ حضرت پیر سیّد مِہر علی شاہ گولڑوی گیلانی چشتی نظامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامی کو سفرِ مدینہ کے دوران جو ایمان افروز واقعہ پیش آیا اُس کا ذکر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنی کتاب "عاشقانِ رسول کی 130 حکایات" میں یوں فرمایا ہے:

زیارتِ مکینِ گنبدِ خضرا بمقام وادیِ حمرا

تاجدارِ گولڑہ حضرت پیر مِہر علی شاہ صاحِب رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: مدینۂ

1 ... الترغیب والترھیب، کتاب النوافل، ۱/ ۳۱۲، حدیث: ۹۹۱، دار الفکر بیروت

عالیہ زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً کی سفر میں بمقام وادیِ حمرا ڈاکوؤں کے حملے کی پریشانی کی وجہ سے مجبوراً عشاء کی سُنّتیں مجھ سے رہ گئیں، مولوی محمد غازی، مدرسہ صَولتیہ میں شُغلِ تعلیم و تدریس چھوڑ کر حُسنِ ظن کی بناء پر بغَرَضِ خدمت اِس مُقدس سفر میں میرے شریک ہوئے تھے۔ اِن رُفقاء کی مَعیَّت میں مَیں قافلے کے ایک طرف سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضور جانِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سیاہ عربی جُبّہ زیبِ تن فرمائے تشریف لاکر اپنے جمالِ باکمال سے مجھے نئی زندگی عطا فرماتے ہیں، ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک مسجِد میں بحالَتِ مُراقبہ دوزانو بیٹھا ہوں، حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے قریب تشریف لاکر ارشاد فرمایا کہ آلِ رسول کو سُنّت ترک نہیں کرنا چاہیے۔ مَیں نے اِس حالت میں آنجناب کی دو پِنڈلیوں کو جو ریشم سے بھی زیادہ لطیف تھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر نالہ وفُغاں کرتے (یعنی روتے بلکتے) ہوئے، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ کہنا شُروع کیا اور عالَمِ مدہوشی میں روتے ہوئے عرض کی کہ حُضُور کون ہیں؟ جواب میں وُہی ارشاد ہوا کہ آلِ رسول کو سُنّت ترک نہیں کرنا چاہیے۔ تین بار یہی سُوال وجواب ہوتے رہے۔ تیسری بار میرے دل میں ڈالا گیا کہ جب آپ ندائے یَا رَسُوْلَ اللہ سے مَنْع نہیں فرمارہے تو ظاہر ہے کہ خود آنحضرت ہیں، اگر کوئی اور بُزُرگ ہوتے تو اس کلمے سے مَنْع فرماتے، اُس حسن و جمالِ باکمال کے مُتَعَلِّق کیا کہوں! اُس ذوق و مستی و فیضانِ کرم کے بیان سے زَبان عاجز ہے اور تحریر لنگ (لاچار) البتّہ بادہ خوارانِ عشق و محبّت (یعنی شرابِ محبت پینے

والوں) کے حلْق میں ان اَبیات (یعنی اشعار) سے ایک جُرْعہ (یعنی گھونٹ) اوراُس نافۂ مُشک (مُشک کی تھیلی) سے ایک نَفحہ (خوشگوار مہک) ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (1)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

وادیِ حمرا میں نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کے دیدارِ پُر انوار سے مشرف ہونے والے مذکورہ واقعے اور وقتِ دیدار طاری ہونے والی کیفیت کو یاد کرکے ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے جذبات مچل گئے، دل کو بیقراری اور آنکھوں سے اشکباری ہونے لگی تو آپ نے اپنے مشہور نعتیہ کلام میں اس کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔ (2)

اَج سِک مِتراں دِی وَدھیری ہے کیوں دلڑی اداس گھنیری ہے
لُوں لُوں وِچ شوق چنگیری اے اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
سُبحَانَ اللہ مَا اَجْمَلَکَ مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ
کتھے مِہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

اشعار کا مفہوم: آج دل بہت زیادہ اداس، جسم کے ہر ہر لوں (بال بال) میں شوق کی بہار اور آنکھوں سے آنسو کیوں رواں ہیں؟ اس لئے کہ محبوب کی یاد نے آستایا ہے۔ (3)

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم اس قدر صاحبِ حُسن وجمال اور صاحبِ کمال ہیں

---

1 ... عاشقانِ رسول کی 130 حکایات، ص ۱۵۰ مکتبۃ المدینہ کراچی
2 ... مِہر منیر، ص ۱۳۲، ملخصًا، نظریہ پاکستان پرنٹر
3 ... شرحِ سِک مِتراں دی، ص ۴۷، کاروانِ اسلام پبلیشر

کہ مجھ جیسے حقیر سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ثناء ممکن ہی نہیں بلکہ اس سے میری کوئی مناسبت نہیں، کہاں میں اور کہاں آپ کی ذات اقدس؟ زیارت و دیدار کا شرف فقط آپ کی کرم نوازی ہے ورنہ میری آنکھیں اس لائق کہاں، ان سے بھی لگنے اور تکنے کی جسارت ہوگئی ہے۔(1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس ایمان افروز واقعے سے جہاں حضرت سیّدُنا پیر مہر علی شاہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے عشقِ رسول کا پتا چلتا ہے وہیں اتباعِ شریعت کی عظمت اور رسولِ کائنات، سرورِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی سنتوں پر عمل کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ پریشانی کے عالم میں مجبوراً سنتیں چھوٹنے پر بھی پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے نواسے کو احساس دِلایا کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور کسی صورت ترک نہ کریں۔

ولادت اور سلسلۂ نسب

ماہِ شریعت، مہرِ طریقت، حضرت سیّدُنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی بن حضرت مولانا پیر سید نذر دین شاہ قُدِّسَ سِرُّھُما یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ بمطابق 1859ء بروز پیر گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی (پنجاب، پاکستان) میں پیدا ہوئے، آپ کا سلسلہ نسب ۲۵ واسطوں سے حضرت سیدنا غوث اعظم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْاَکرم اور ۳۶ واسطوں سے حضرت

---

1 ... شرحِ سک متراں دی، ص ۳۸۳

سیدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تک پہنچتا ہے[1]

ولادت کی خبر!

حضرت قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ولادتِ باسعادت کی خوشخبری کا آپ کے خاندان کے بعض افراد کو پہلے ہی عِلم ہو چکا تھا، خاص کر آپ کے والدین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا اور حضرت پیر سیّد فضل دین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِین جو آپ کے والد کے ماموں اور آپ کے شیخِ طریقت بھی تھے پہلے ہی یہ بات جانتے تھے کہ اس گھر میں ایک نورانی چراغ روشن ہونے والا ہے، نیز آپ کی ولادت سے چند روز پہلے ایک عمر رسیدہ مجذوب بُزرگ خانقاہ میں آکر مقیم ہو گئے اور عنقریب پیدا ہونے والے مقبولِ خدا کی آمد اور زیارت کا ذکر کرتے تھے، چنانچہ جب حضرت کی ولادت ہوئی تو یہ مجذوب حرم سرائے کی ڈیوڑھی (دہلیز) میں پہنچے اور آپ کو باہر منگوا کر ہاتھ پاؤں چومے اور رخصت ہو گئے۔[2]

تعلیمی قابلیت

آپ کو قرآنِ کریم پڑھنے کے لیے خانقاہ کے درس میں اور اُردو فارسی کے لئے مدرسے میں داخل کیا گیا، اس وقت آپ اس قدر چھوٹے تھے کہ خادم اٹھا کر لاتا اور لے جاتا تھا، جب امتحان کا دن آیا تو مدرسے کے تمام طلبہ کو راولپنڈی لے جایا گیا، اُس وقت بھی آپ کو خادم نے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا، امتحان لینے والے نے سب سے پہلے

---

1 ... تذکرہ اکابرِ اہلسنت، ص ۵۶

2 ... مہر منیر، ص ۶۴، ملخصًا

آپ ہی سے سوال کیا جس پر آپ نے فوراً صحیح جواب دے دیا، یہ دیکھ کر امتحان لینے والا حیران رہ گیا اور یہ کہہ کر ساری جماعت کو پاس کر دیا کہ جب اِس قدر کم سِن بچہ صحیح جواب دے رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ استاد کی تعلیم اچھی ہے اور تمام طلبہ لائق ہیں۔[1]

حیرت انگیز قُوّتِ حافظہ

بچپن ہی میں حضرت پیر مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی قُوّتِ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ ناظرہ قرآنِ پاک پڑھنے کے دوران آپ روزانہ کا سبق کسی کے کہے بغیر زبانی یاد کرلیا کرتے اور بغیر دیکھے ہی سُنا دیا کرتے تھے حتی کہ جب ناظرہ مکمل ہوا تو اس وقت آپ کو پورا قرآنِ پاک حفظ ہو چکا تھا نیز قرآنِ پاک پڑھنے کے بعد آپ کے والد حضرت مولانا پیر سید نذر دین شاہ قُدِّسَ سِرُّہٗ نے عربی، فارسی اور صرف و نحو کی ابتدائی تعلیم کے لیے حضرت مولانا غُلام مُحیُّ الدّین ہزاروی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو مقرر فرمایا، ایک روز استاد صاحب نے پوچھا: بیٹا! مُطالعہ کر کے آتے ہو یا نہیں؟ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت تک لفظِ مُطالعہ کا صحیح مطلب بھی معلوم نہ تھا، میں سمجھا کہ ”مُطالعہ“ زبانی یاد کرنے کو کہتے ہیں لہٰذا اگلے روز میں نے پورا سبق زبانی سُنا دیا جس پر اُستاد صاحب کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔[2]

---

1 ... مہر منیر، ص۶۵، ملخصاً

2 ... مہر منیر، ص۶۵ ملخصاً

بچپن کی بعض عادات

حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرمایا کرتے تھے کہ بچپن میں مجھے آبادی سے وحشت اور ویرانوں سے اُنسیّت (محبّت) سی محسوس ہوتی، میں ابھی اتنا چھوٹا تھا کہ گھر کے دروازوں کی اندر والی درمیانی زنجیر تک میرا ہاتھ نہ پہنچتا تھا جس کی وجہ سے میں کسی چیز پر کھڑے ہوئے بغیر اُسے کھول نہ سکتا تھالہٰذا جب شام ہوتی ایک چٹو (ہاون جس میں مصالحہ جات کوٹتے ہیں) دھکیل کر دروازہ کے قریب رکھ دیتا، رات کو والدین کے سونے کے بعد اس پر چڑھ کر زنجیر کھولتا اور باہر نکل جاتا، یوں رات کا بیشتر حصہ کبھی صاف پانی کے پہاڑی نالے اور جھاڑیوں کے پاس گزارتا اور کبھی جنگل میں پھرتا رہتا، جب ذرا بڑا ہوا تو طبیعت میں اس قدر گرمی پیدا ہوگئی کہ سخت سردی کے ایام میں بھی بعض اوقات نالے کے ٹھنڈے پانی میں غسل کرتا اور یخ بستہ (برف کی طرح جمے ہوئے) پانی کے ٹکڑوں کو جسم پر ملا کرتا، کبھی کافی رات گئے دینی کتابوں کے مطالعے سے فارغ ہو کر کمرے سے باہر نکلتا تو موسم کی سرد پہاڑی ہوا کے جھونکوں سے ایسی تسکین ہوتی جیسے گرمیوں میں کسی تشنہ کام (پیاسے) کو آبِ خُنک (ٹھنڈے پانی) سے ہوتی ہے۔[1]

مادرزاد ولی

ایک مرتبہ پیر مہر علی شاہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اُستاد حضرت مولانا غُلام مُحیُّ الدّین ہزاروی رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دورانِ سبق کتاب کے ایسے حصے کی عبارت یاد

---

1 ... مہر منیر، ص ۶۴، ملخصاً

کر کے آنے کی ہدایت کی جو دیمک لگ جانے کی وجہ سے اس قدر مِٹ چکی تھی کہ پڑھی نہیں جاسکتی تھی، جب آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے عُذر پیش کِیا کہ جو عبارت کتاب میں موجود ہی نہیں اسے کیسے یاد کیا جاسکتا ہے تو اُستاد صاحب نے غالباً آپ کے مادر زاد ولی ہونے کی تصدیق کی غرض سے کہا کہ میں نہیں جانتا، اگر کل یہ عبارت یاد نہ ہوئی تو سزا ملے گی، آپ فرماتے ہیں کہ میں آبادی سے باہر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مطالعہ وغیرہ کیا کرتا تھا اُس دن بھی کافی دیر تک میں وہیں بیٹھا کتاب کی دیمک زدہ عبارت کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا مگر بے سُود (کوئی فائدہ نہ ہوا)، آخر کار سر اٹھا کر بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) بے شک تو جانتا ہے کہ یہ عبارت کیا ہے، اگر تو مجھے بتادے تو میں استاد کی سزا سے بچ جاؤں گا۔ یہ کہنا تھا کہ اچانک درخت کے پتوں میں ایک سبزی مائل عبارت نمودار ہوئی جسے میں نے حفظ کر لیا اور اُسی وقت جا کر وہ عبارت استاد صاحب کو سُنادی، انہوں نے کچھ شبہ کا اظہار کیا تو میں نے کہا: مجھے اس کے صحیح ہونے کا اس قدر یقین ہے کہ اگر اس کتاب کے مصنف بھی قبر سے نکل کر آجائیں اور اِسے غلط کہہ دیں تو میں ہرگز نہ مانوں گا، چنانچہ استاد صاحب اسی روز راولپنڈی گئے اور ایک مکمل نسخے سے جب میری سُنائی ہوئی عبارت کو مِلا کر دیکھا تو صحیح پا کر نہایت حیران ہوئے۔ (1)

آپ کے اساتِذہ!

قُرآنِ مجید پڑھنے کے بعد حضرت پیر مہر علی شاہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مولانا غُلام

---

1 ... مہر منیر، ص ۶۵، بتغیر قلیل

مُحی الدین ہزاروی، مولانا محمد شفیع قُریشی، استاذ الکل مولانا لُطفُ اللہ علی گڑھی وغیرہ مشہور اساتذہ سے نحو، کافیہ، اصول، منطق، قطبی، معقول، ریاضی اور مختلف عُلوم وفُنون کی کتابیں پڑھیں، البتہ اکثر وبیشتر کتب انگہ (وادیِ سون سکیسر ضلع خوشاب) میں شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے مریدِ خاص مولانا سلطان محمود سیالوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے پڑھیں اور سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت واجازت سے مُشرّف ہوئے۔ نیز اس سے پہلے اپنے والد گرامی کے ماموں حضرت پیر سیّد فضل دین قادری رزاقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی سے بھی آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں خلافت حاصل تھی۔ [1]

دورانِ تعلیم جُود وسخاوت

حضرت پیر مِہر علی شاہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دورِ طالب علمی ہی سے ریاضت و مجاہدات کو اپنا معمول بنالیا تھا۔ چنانچہ دورانِ تعلیم آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو گھر سے ماہانہ طور پر جو خرچ بھیجا جاتا آپ اسے غریب طلبہ میں تقسیم فرمادیتے اور خود عموماً روزہ رکھتے یا فاقہ کرتے۔ البتہ شدید بھوک کے عالم میں طلبہ کا بچا ہوا کھانا تناول فرما لیتے آپ کے اس ایثار، جود وسخا اور ریاضت و مُجاہدے کو دیکھ کر وہاں کے تمام طلبہ اور دیگر لوگوں کے دلوں میں آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی عقیدت و محبت گھر کر گئی۔ [2]

---

1 ... تذکرہ اکابر اہلسنت، ص ۵۳۶، بتغیر قلیل

2 ... مِہر منیر، ص ۶۸ ملخصًا

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بیان کر دہ واقعے سے پتا چلتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے برگُزیدہ بندے اپنی ضروریات کو دُوسروں کی ضروریات پر قُربان کر دیا کرتے تھے لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ اپنے اسلاف اور بُزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مُسلمانوں کی خیر خواہی کیا کریں، ان کے ساتھ حُسنِ سُلوک سے پیش آئیں اور اپنی مَن پسند چیزیں اُن پر ایثار کرنے کا جذبہ پیدا کریں نیز حسبِ استطاعت ان کی پریشانی دُور کر کے دین و دُنیا کی بھلائیوں کے حقدار بن جائیں۔

عبادت وریاضت میں استقامت

مولانا محبوبِ عالَم ہزاروی جو کہ سفر و حضر میں حضرت پیر مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھ رہنے والے اورآپ کے مُقربِ خاص تھے، آپ فرماتے ہیں کہ پیر صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ یادِ الٰہی میں رات جس پہلو پر بیٹھ جاتے صبح صادق تک بے خُودی کے عالم میں اُسی پہلو پر بیٹھے رہتے اور ذرہ برابر حرکت نہ کرتے حتی کہ موسمِ سرما کی طویل اور برفانی راتیں صرف ایک کمبل میں گزار دیتے، صبح کے وقت کمبل پر برف جمی ہوتی جسے اٹھ کر جھاڑ دیتے نیز آپ کے اندر عشقِ الٰہی کی اس قدر حرارت و حِدّت (گرمی) ہوتی کہ تالاب کے جمے ہوئے پانی میں غُسل فرماتے اور برف ہٹا ہٹا کر غوطہ لگاتے، عموماً عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرماتے (گویا ساری رات مصروفِ عبادت رہتے)، مُسلسل دوزانو بیٹھ کر مُراقبہ کرنے کے باعث آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی رانیں جواب دے گئیں جس کی وجہ سے چلنا پھرنا دُشوار ہو گیا، ایک ماہر طبیب نے روزانہ مالش اور عصر کی نماز کے بعد گُھڑ سواری کرنے کی تجویز دی جس سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ

کافی افاقہ ہوا۔[1]

حُقوقُ العباد کی پاسداری!

حضرت پیر مِہر علی شاہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نہ صرف خوفِ خدا اور عشقِ مُصطفےٰ رکھنے والے بُزرگ تھے بلکہ حُقوق العباد کا بھی بہت لحاظ رکھا کرتے تھے۔ آیئے اس کی ایک جھلک اس واقعے میں مُلاحظہ کیجئے۔

انگہ (ضلع خوشاب) کی آبادی سے کچھ فاصلے پر ایک ویران مسجد تھی جس کے مُتَعَلِّق لوگوں میں مشہور تھا یہ مسجد آسیب زدہ اور جنات کا مسکن ہے اسی وجہ سے کوئی بھی شخص شام کے بعد اُدھر کا رُخ نہ کرتا تھا، لیکن حضرت پیر صاحب رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا معمول تھا کہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد اسی مسجد میں جاکر اپنے وظائف واَوراد پڑھا کرتے تھے البتہ اپنے اسباق اور درسی کتابوں کا مطالعہ وہاں سے واپس آکر مدرسے میں کیا کرتے تھے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ اُس مسجد میں جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مجھے بعض وظائف بلند آواز میں پڑھنے ہوتے تھے لہٰذا میں نہیں چاہتا تھا کہ میری آواز دُوسروں کے آرام وسکون میں خلل کا باعث ہو۔[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی حُقوق العباد کا معاملہ نہایت سخت ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم بھی خوب اچھی طرح غور کرلیں کہ کہیں ہماری عادات ومعمولات اور طرزِ زندگی وغیرہ کی وجہ سے کسی مُسلمان کو تکلیف تو نہیں ہو رہی اور اگر ایسا ہے

---

1 ... مِہر منیر، ص۱۴۸، ملخصاً

2 ... مِہر منیر، ص۶۹، ملخصاً

تو دُنیا و آخرت کی پریشانیوں سے بچنے، بُزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ المُبِین سے اپنی سچی عقیدت کا اظہار کرنے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کو راضی کرنے کے لئے فوراً ہر اُس کام سے باز آجائیں جس سے مُسلمانوں کو تکلیف پہنچے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

جانوروں پر بھی رحم

ایک دفعہ آپ کے استادِ مُحترم کے صاحبزادے کے پاؤں میں ورم آگیا جس پر باندھنے کے لیے حضرت پیر مِہر علی شاہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اَرَنْڈ [1] کے پتے ایک رومال میں رکھ کر لا رہے تھے، راستے میں آپ نے دو بھیڑیوں کو دیکھا کہ انہوں نے ایک گدھی کو گھیر کر گرا لیا، قریب ہی اس گدھی کا بچہ بھی موجود تھا جو اس خطرناک صورتِ حال میں بھی جان بچا کر بھاگنے کے بجائے بڑی بے چینی سے اپنی ماں کے اِرد گرد چکر کاٹنے لگا، آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اُس گدھی اور اُس کے بچے پر بڑا ترس آیا، چنانچہ بے اختیار دوڑ کر وہاں جا پہنچے اور گدھی کو چھڑانے کی غرض سے رومال میں بندھے ہوئے پتے بھیڑیوں کے منہ پر مارنے لگے، چند کسان کچھ فاصلہ پر ہل چلا رہے تھے، انہوں نے چلّا کر آپ کو روکنا چاہا اور بھاگ کر وہاں پہنچ گئے مگر اس دوران بھیڑیئے گدھی کو معمولی زخمی کر کے بھاگ چکے تھے، کسانوں نے آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو سمجھایا کہ جب درندہ شکار پر ہو تو اس کے اور اس کے شکار کے بیچ مُداخلت نہیں

1 … چوڑے چوڑے پتوں والا ایک درخت جس کے بیج کی گری سے ارنڈی کا تیل جسے کسٹر آئل بھی کہتے ہیں نکالا جاتا ہے۔

کرنی چاہئے کیونکہ ایسی صورت میں وہ انسان پر بھی حملہ کرنے سے نہیں چوکتا، اور پھر آپ تو ابھی چھوٹے بچے ہیں آخر آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: مجھ سے گدھی کے بچے کی حالت نہیں دیکھی گئی جو ماں کی محبت میں اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر بے قراری سے اس کے اِرد گرد ہی بھاگتا رہا۔[1]

علمِ دین سیکھنے سکھانے کا شوق

حضرت پیر مِہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو پڑھنے پڑھانے کا اِس قدر شوق تھا کہ بسا اوقات موسِمِ سرما کی طویل راتوں میں عشاء کی نماز کے بعد مطالعہ کرنے بیٹھتے تو پڑھتے پڑھتے صبح کی اذان ہو جاتی نیز اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ چھوٹے درجے کے طلبہ کو بھی پڑھایا کرتے اور ان کی تعلیمی اُلجھنیں دُور کیا کرتے تھے حتی کہ رفتہ رفتہ آپ کے پاس پڑھنے والے طلبہ کی تعداد اتنی زیادہ ہوگئی کہ آپ نے انگہ کا قیام ترک کر کے شکر کوٹ میں رہائش اختیار فرمالی اور پھر دن کے وقت انگہ میں اپنی تعلیم حاصل کیا کرتے اور شام کو شکر کوٹ جا کر طلبہ کو پڑھایا کرتے۔[2]

دینی مدارس سے مَحبّت

حضرت پیر صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ دینی مدارس سے بہت محبت کیا کرتے تھے، مدارس سے محبت اور ان کی تعمیر و ترقی میں آپ کی دل چسپی کا اندازہ اُن بیانات و پیغامات سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وقتاً فوقتاً مختلف دینی اداروں کے

1 ... مِہر منیر، ص۴۹، ملخصاً
2 ... مِہر منیر، ص۷۰، ملخصاً

افتتاحی اِجلاس میں خود تشریف لے جاکر دیئے یا لکھ کر بھجوائے، جیسا کہ ایک مرتبہ دسمبر 1912ء کو مرکز الاولیاء لاہور میں ایک اجتماع مُنعقد ہوا تو حضرت پیر صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی شرکت کی اِطلاع پاکر لوگ دُور دُور سے اس میں شریک ہوئے ، بیان کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ترغیب دِلانے پر اِس قدر چندہ جمع ہوا کہ بیان نہیں کیا جاسکتا، روپوں اور اشرفیوں کا ڈھیر لگ گیا اور یہ سب دینی مدارِس کی تعمیر و ترقی کے لئے تھا۔[1]

عشقِ رسول میں وارفتگی

مولانا محبوب عالم ہزاروی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان فرماتے ہیں: مرکز الاولیاء لاہور کے ایک عاشقِ رسول نے سرورِ کائنات شاہِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی شان میں کچھ اشعار لکھے جس میں شوقِ وصال اور دردِ فراق کا بیان بھی تھا جب یہ اشعار حضرت کی نظر سے گزرے تو آپ پر رقت طاری ہوگئی چنانچہ مجھے کہلا بھیجا کہ میرے وظائف ولوازماتِ سفر اسٹیشن پر پہنچادو اور خود اچانک حج وزیارتِ مدینہ کے سفر پر روانہ ہونے کے ارادے سے اسٹیشن کی طرف چل دیے، جب میں ضروری چیزیں لے کر پہنچا تو آپ نے مرکز الاولیاء لاہور کا ٹکٹ لیا اور مجھ سے فرمایا کہ سفر طویل ہے شام تک کسی سے ذکر نہ کرنا، ٹرین چلی تو میں بے اختیار رو دیا کیونکہ نہ تو گھر میں کسی کو خبر تھی اور نہ ہی کسی طالبِ علم کو یہ بات معلوم تھی کہ آپ سفر پر جارہے ہیں البتہ چند روز کے بعد آپ کا خط موصول ہوا جس سے معلوم ہوا کہ بیتُ اللّٰہ شریف

---

1 ... مہر منیر، ص ۱۴۱ بتغیر قلیل

اور مدینۂ منوّرہ جانے کا ارادہ ہے۔ مرکز الاولیاء لاہور پہنچ کر اپنے دیرینہ عقیدت مند اور پیر بھائی حافظ محمد دین سیالوی سے فرمایا کہ حج کا ارادہ ہے، انہوں نے اُسی روز اپنے بچوں کی والدہ کے زیورات رہن رکھے اور ان کے ساتھ شریکِ سفر ہو گئے، بمبئی سے جہاز پر سوار ہوئے جو بابُ المدینہ کراچی اور کامران ہوتا ہوا جدہ پہنچا، بمبئی میں ایک پُراسرار شخصیت سے چند روز مُلاقات رہی، وہ آپ کی روانگی اور جہاز میں سوار ہونے کے وقت بمبئی میں ہی رہ گئے تھے، مگر جب جہاز باب المدینہ کراچی پہنچا تو پہلے ہی بندر گاہ پر موجود تھے حافظ محمد دین سیالوی نے ازارہِ تعجب اس کے مُتعلّق دریافت کیا تو آپ نے اس قسم کے سوالات پوچھنے سے منع فرما دیا۔[1]

احکامِ الٰہی کی پابندی!

ایک مرتبہ شاہراہِ اعظم پر سنگِ جانی کی طرف سے واپس آتے ہوئے حضرت پیر صاحب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے دورانِ سفر فرمایا کہ نمازِ مغرب کا وقت قریب ہے کسی مُناسب مقام پر کار کو روک لیں تاکہ نماز ادا کی جائے، ایک صاحب نے عرض کی کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا، نماز کے وقت تک گولڑہ شریف کے موڑ پر واقع خانقاہ تک پہنچ جائیں گے، چنانچہ سفر جاری رکھا گیا، ابھی زیادہ دیر نہ گُزری تھی کہ جُھنگی سیّداں کے قریب اچانک کار سڑک سے اُتر کر اُلٹ گئی، حضرت پیر صاحب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه اور بابو جی تو باہر گرے مگر مولانا محبوب عالم ہزاروی اور ڈرائیور کار کے نیچے آگئے، جب ان کو باہر نکال لیا گیا تو حضرت پیر صاحب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے فرمایا کہ یہ

---

1 ... مہر منیر ص ۱۱۶، بتغیر قلیل

تکلیف و آزمائش نمازِ مغرب میں تاخیر کا خوف نہ کرنے پر غیرتِ الٰہی کے باعث پیش آئی ہے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سود مند ثابت ہو گی۔ (1)

عبادات و معمولات

حضرت پیر سیّد مِہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہمیشہ ذِکر و شغل اور ارشادِ مخلوق (لوگوں کو نیکی کی دعوت دینے) میں وقت صرف فرماتے تھے، فجر کی نماز کی سنتیں پڑھ کر حجرہ شریف سے مسجد میں تشریف لاتے، امام کا انتظار فرماتے جب کبھی امام صاحب بوجہ بارش یا بیماری کے نہ آسکتے تو کسی دوسرے قابلِ امامت مُخلص کو امام بنا لیتے، فرض نماز کی ادائیگی کے بعد آیۃُ الکرسی سُبْحٰنَ اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھ کر دُعا مانگا کرتے تھے، پھر ذکرِ جہر فرماتے اور تین چار بار کلمہ شریف پڑھ کر دوبارہ دُعا فرماتے، پھر مکرر ذکر کلمہ شریف بالجہر فرما کر تیسری دفعہ دُعا مانگا کرتے، اس کے بعد عادت مبارک تھی کہ دس بجے تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتے، کبھی یہ شغل مسجد میں ہی ادا ہوتا اور کبھی حجرہ شریف میں، اس شغل کے دوران کسی کے ساتھ کلام نہیں فرماتے تھے، ویسے بھی آپ کا قدرتی رُعب ایسا تھا کہ کسی کو بے تکلف ہو کر گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ تقریباً دن کے گیارہ بجے حجرے سے باہر دیوان خانے میں تشریف لاتے، اُس وقت ہر شخص کو اپنے معروضات پیش کرنے کی اجازت ہوتی تھی، اس دوران ارشاد و تلقین (نیکی کی دعوت) کا سلسلہ بھی جاری رہتا

1 ...مِہر منیر، ص٣٢٥، ملخصًا

اور مُخلصین سے گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رہتا، تعویذ اور دم بھی جاری رہتے۔

بعض اوقات اسباق کا شغل بھی شروع ہو جاتا، مثنوی شریف مولانا روم، فُتوحاتِ مکیہ فُصُوصُ الحکم بخاری شریف، شرح چغمینی وغیرہ مختلف کتابیں آپ کو اس مجلس میں پڑھاتے دیکھا گیا ہے، تقریباً ساڑھے بارہ بجے حجرہ میں تشریف لے جاتے، کھانا کھا کر قیلولہ فرماتے، تقریباً ایک گھنٹے بعد اُٹھ کر وضو کرتے اور اوّل وقت میں نماز ظہر پڑھنے کے لیے مسجد تشریف لے جاتے، ظہر کے بعد حجرہ شریف میں جا کر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے مگر اس وقت اگر کوئی آدمی کچھ عرض کرنا چاہتا تو اسے اجازت ہوتی تھی بلکہ بعض دفعہ مخصوص لوگوں کی مختصر سی خاص مجلس بھی مُنعقد ہوتی، پھر اسی وضو سے نمازِ عصر ادا فرماتے، عصر کے بعد اپنے سامنے ختم شریف خواجگان چشتیہ و قادریہ پڑھواتے اور ایصالِ ثواب کے بعد مسجد سے نکل کر کبھی حجرہ میں چلے جاتے اور کبھی گھوڑے پر سوار ہو کر تین چار میل دور بستی میر آبادیہ تشریف لے جاتے کبھی تو اس سے بھی آگے، نماز مغرب اور نماز عشا باہر ہی ادا کرتے اور وہیں ذکر و شغل جاری رہتا، کافی رات گئے واپس آکر کھانا تناوُل فرماتے اور سو جاتے، تہائی رات باقی رہے پھر بیدار ہو کر تہجد کی تیاری فرماتے اور وضو کے بعد سبز چائے نوش فرماتے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ... مہر منیر، ص۳۱۱، ملخصاً

زبان کا قُفلِ مدینہ [1]

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی عادت مبارکہ تھی کہ باتیں بہت کم کرتے تھے، مجلس میں بیٹھتے تو بھی ذکر میں مشغول رہتے، تلقین و تدریس کے دوران بھی ذکر جاری رہتا تھا کسی نے کوئی عرض کرنا چاہی آپ نے اجازت عطا فرمائی، وہ بیان کرتا رہتا، آپ سنتے بھی رہتے اور تسبیح بھی چلتی رہتی، اس نے عرض ختم کی، آپ نے جواب ارشاد فرمایا، اور تسبیح پھر شروع ہو گئی۔ [2]

پیٹ کا قُفلِ مدینہ [3]

تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی عمر کے آخری ایام میں جب صاحبِ فراش ہو گئے، تو فرمایا کرتے کہ میں نے چھتیس سال سے زیادہ خوراک استعمال کرنا ترک کر رکھا ہے، ہفتے بھر میں میری مجموعی خوراک غالباً دو تین چھٹانک سے زیادہ نہیں ہو گی اور اب تو معدے کو ہضم کی عادت نہیں رہی، جو چیز معدے میں جاتی ہے

---

1 ... دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں زبان کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی والے کاموں سے بچانے اور فضول گوئی کی عادت نکالنے کے لیے ضروری باتیں بھی کم لفظوں میں لکھ کر یا اشاروں میں کرنا اور فضول بات منہ سے نکل جانے کی صورت میں نادم ہو کر درود شریف پڑھ لینا زبان کا "قفلِ مدینہ" کہلاتا ہے۔ (جنت کے طلبگاروں کیلئے مدنی گلدستہ، ص۱۱۸)

2 ... مہر منیر، ص۳۱۳

3 ... دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں پیٹ کو حرام غذا سے بچانا اور حلال خوراک بھی بھوک سے کم کھانا "پیٹ کا قفلِ مدینہ" کہلاتا ہے۔ (پیٹ کا قفل مدینہ، ۲۴۳)

وہیں رکھی رہتی ہے۔[1]

دُعا کی برکت سے بارش ہوگئی!

ایک انگریز افسر راولپنڈی میں بطور ڈپٹی کمشنر تعینات ہوا جو پہلے فوج میں بھی رہ چکا تھا، اس نے دیہاتی دورہ کے سلسلہ میں گولڑہ شریف کے قریب کیمپ لگوایا، اسے توقع تھی کہ پیر صاحب مُلاقات کے لیے آئیں گے مگر آپ نہ گئے، آخر اس نے دربار شریف کے بالکل قریب کیمپ لگوایا اور مُقیم ہوا۔ مَلِک گُلاب خان اور دیگر نیاز مندوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ مقامی افسر ہے مُناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج عصر کے بعد جب آپ سواری کی غرض سے تشریف لے جائیں تو کچھ دیر توقف فرما کر ڈپٹی کمشنر سے ملتے جائیں مگر آپ نے اُس روز سواری کے وقت کیمپ کا راستہ ہی چھوڑ دیا، چنانچہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے واپس راولپنڈی پہنچ کر حضرت کی طرف ایک چٹھی بھیجی کہ آپ بروز سوموار تین بجے میری کوٹھی پر آکر مجھ سے ملیں، حضرت نے اس چٹھی کے پیچھے لکھا کہ مُلاقات کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ مجھے آپ سے کوئی کام ہو، سو مجھے تو آپ سے کوئی کام نہیں ہے اور دوسری وجہ یہ کہ آپ کو مجھ سے کوئی کام ہو، اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ کو یہاں میرے پاس آنا چاہیے، کیونکہ ہمیشہ ضرورت مند کو ہی جانا پڑتا ہے، ایک غیر ضرورت مند کو حاضری کا حکم دینے کے مُعاملے میں آپ کو دوبارہ غور کرنا چاہیے۔

---

1 ... مہرِ منیر، ص۳۱۵

قاضی سراج الدین بیرسٹر اُس زمانہ میں سرکاری وکیل تھے، ڈپٹی کمشنر نے انہیں مشورہ کے لیے بلایا، قاضی صاحب نے سمجھایا کہ آپ ایسے شخص سے اُلجھنا چاہتے ہیں جو خدا کے سوا دنیا اور مافیہا (جو کچھ دُنیا میں ہے) سے کوئی تعلّق نہیں رکھتا۔ چنانچہ یہ بات ڈپٹی کمشنر کی سمجھ میں آگئی اور اس نے حضرت قبلہ عالم قُدِّسَ سِرُّہٗ کو اطلاع بھجوائی کہ میں خود ملاقات کے لیے آؤں گا، چنانچہ تیسرے چوتھے روز اپنی بیوی و لڑکی سمیت آیا، ملاقات پر حضرت قبلہ عالم رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ نے ڈپٹی کمشنر صاحب سے ہاتھ ملایا، مگر جب میم صاحب نے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ شاید میں بہت گنہگار ہوں اس لیے پیر صاحب نے مجھ سے ہاتھ نہیں ملانا چاہا، ڈپٹی کمشنر صاحب نے ان الفاظ کی ترجمانی حضرت سے کی تو آپ نے فرمایا: یہ بات نہیں بلکہ مذہبِ اسلام میں غیر عورتوں سے ہاتھ ملانے کی اجازت نہیں۔ دورانِ گفتگو ڈپٹی کمشنر نے سوال کیا کہ آپ کے پاس کوئی جاگیر ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ مشرق سے مغرب تک حضرت غوث پاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جاگیر ہے جو ہمارے جدِّ امجد (دادا محترم) ہیں، اور یہ سارا مُلک ہمیں جاگیر میں ملا ہوا ہے، لڑکی نے حضرت کے ہاتھ والی تسبیح کے بارے میں پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا اس پر میں اپنے مالک کا نام لیتا ہوں، اس نے پوچھا آپ کا مالک آپ کو تنخواہ کیا دیتا ہے، آپ نے فرمایا آپ لوگوں کی طرح تنخواہ مقرر نہیں بلکہ میرا مالک میری تمام ضروریات کے مطابق عطا کرتا ہے بلکہ بے حد وحساب دیتا ہے پھر وہ پوچھنے لگی کہ کیا آپ جو کچھ اپنے خدا

سے مانگیں وہ آپ کو دیتا ہے، آپ نے فرمایا اگر وہ چیز ہمارے لیے بہتر ہو تو عطا فرماتا ہے اور اگر اس میں ہمارا نقصان ہو تو نہیں دیتا جیسے بچہ روٹی کو ہاتھ مارتا ہے مگر ماں اُسے دودھ دیتی ہے کیونکہ بچے کا معدہ روٹی کو ہضم نہیں کر سکتا۔

چونکہ گرمی کا موسم تھا اور بارش کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی لہٰذا لڑکی نے کہا، اگر ایسی بات ہے تو آپ بارش کے لیے دُعا کریں کیونکہ آج کل بارش ہمارے لیے مُفید معلوم ہوتی ہے۔ حضرت اُس کی اِس عقلمندی پر مسکرائے اور فرمایا ہم دُعا کرتے ہیں اگر بارش مُفید ہے تو ہو جائے گی پھر تمام حاضرین کو مخاطب کرکے بارش کے لیے دُعا کرائی، اور ساتھ ہی خود بھی ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگی، چُنانچہ اسی روز بارش ہوگئی۔[1]

غیر عورتوں سے ہاتھ ملانے کا عذاب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس واقعے سے جہاں حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ایک کرامت کا پتا چلا وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ شرعی اُصولوں کی کس قدر پابندی کیا کرتے تھے کیونکہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے نہ صرف اُس عورت سے ہاتھ مِلانے سے گُریز فرمایا بلکہ نہایت احسن انداز میں شریعت کا حُکم بھی بیان فرما دیا۔ واقعی پیر کا عورتوں سے ہاتھ چُھوانا تو دُور رہا صِرف ان سے ہاتھ مِلائے تو اس کا عذاب بھی کم خوفناک نہیں۔ چُنانچہ حضرتِ فقیہ ابو اللَّیث سَمَرقندی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نَقل فرماتے ہیں: دُنیا میں اَجْنَبِیَّہ عورت سے ہاتھ مِلانے والا بروزِ

1 ...مہر منیر، ص ۲۸۷

قِیامت اِس حال میں آئے گا کہ اُس کے ہاتھ اُس کی گردن میں آگ کی زنجیروں کے ساتھ بندھے ہوں گے۔ [1]

اچھے لباس کے لئے اچھی نیت

جب حضرت قبلہ عالم، عارف کامل پیر سید مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پاک پتن شریف پہنچے اور دیوان سید محمد صاحب [2] سے مُلاقات کی تو دیوان صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ کو دیکھ کر میں تعظیماً اُٹھ کر ملا مگر میرے دل میں آپ کے مُتَعَلِّق جو حسنِ ظن تھا وہ جاتا رہا کیونکہ میرا خیال تھا کہ حضرت کے سر پر روئی کی ٹوپی ہو گی، کمر میں نیلے یا جوگیا رنگ کا تہبند ہو گا، اور گلے میں قدرے میلا اور استعمال شدہ لمبا سا کرتا ہو گا، کیونکہ اس وقت تک ایک فقیر اور ولیُّ اللہ کی حالت اور لباس کا یہی نقشہ ہمارے ذہن میں تھا مگر اُنھوں نے تو مَاشَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ نہایت خوبصورت گھنگھریالی زلفیں، نفیس کُلاہ پر سفید عمامہ، پارچاتِ مُصَفّٰی (صاف ستھرا لباس) اور سفید رنگ جس پر جُبّہ پہن رکھا تھا۔ میں نے سمجھا کہ دنیا دار ہیں اور اُٹھ کر ملنے پر دل ہی دل میں افسوس بھی ہوا، لیکن حضرت نے میرے خطرۂ دل (دل کے خیال) پر مطلع ہو کر مجلس میں اپنے ایک عقیدت مند افسر سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا کہ جب آپ لوگ اپنے کسی افسر سے ملاقات کے لیے جاتے ہیں تو کیا اچھا لباس پہن کر جاتے ہیں یا میلا

---

1 ... قُرّۃُ العیون مع روض الفائق، ص ۳۸۹ ، مکتبۃ العربیہ کوئٹہ

2 ... حضرت سیّدُنا فریدُ الدّین مسعود گنجِ شکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سجّادہ نشین کو دیوان صاحب کہا جاتا ہے۔

کچیلا اور پھٹا پرانا؟ اس نے عرض کیا کہ اگر ہم اچھا لباس پہن کر نہ جائیں تو افسران بُرا منائیں گے، اس پر حضرت نے فرمایا کہ جب دنیاوی افسروں کی حاضری کے یہ آداب ہیں تو جو دینی پیشوا اور صاحب سجادہ ہو اس کے دربار میں حاضری کے آداب کا خود خیال کر لیں، نیز حدیث شریف میں ہے: خدا جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ (1) دیوان صاحب کہتے تھے کہ یہ سُن کر میں اپنے خطرۂ دل (دل کے خیال) پر نادم اور پشیمان ہوا، اور پھر عُمر بھر میرے دل میں حضرت کے مُتَعَلِّق کبھی کسی قسم کا شک وشبہ پیدا نہیں ہوا۔ (2)

دُنیا سے بے رَغبتی

آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی دُنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ جب اپنے والد صاحب حضرت نذر دین شاہ قادری رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مزار پر تشریف لے جاتے تو زائرین کی طرف سے نذرانے اور ہدایا (تحائف) کا سلسلہ جاری رہتا لیکن جب آپ اٹھ کر تشریف لے جاتے تو اُدھر آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے اور میاں محمد صاحب یا کوئی اور ان نذرانوں کو اٹھا کر غلام محمد صاحب لنگری کو دے آتا (اور وہ لنگرِ غوثیہ کے اخراجات میں انہیں صَرف کرتے) اسی طرح سفر میں بعض اسٹیشنوں پر گاڑی رُکنے کے دوران بھی تحائف کی یہی کیفیت ہوتی تھی مگر آپ کی طرف سے کوئی حساب یا نگہداشت ان چیزوں کی نہیں ہوتی تھی جو کچھ اکٹھا ہوتا لنگر خانے کا انتظام کرنے والا اپنے پاس

---

1 ... مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، ص ۶۰، حدیث: ۱۴۷، دار ابن حزم

2 ... مہر منیر، ص ۲۹۱

رکھتا اور لنگر وغیرہ پر خرچ کرتا رہتا۔[1]

دینی کاموں میں اہلیہ کا تعاوُن

حضرتِ قبلہ عالم قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ایک مرتبہ اپنی اہلیہ محترمہ کے اوصافِ حمیدہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے علم و فقر میں جو کچھ حاصل ہوا ہے اُس کے اسباب میں اِس خاتون کے صبر و قناعت اور خُدا پرستی کا بڑا حصہ ہے، اس نے مجھے طلبِ مولیٰ کی راہ میں آزاد چھوڑ دیا اور کبھی اپنے مطالبات سے میرے راہ میں حائل نہیں ہوئی، حضرت کے وسیع حلقہ ارادت کے مستورات میں حضرت مائی صاحبہ کی بے نفسی خدا پرستی اور قبولیت دُعا کے تذکرے آج تک زبان زد خلق ہیں، وہ قبلہ عالم قُدِّسَ سِرُّہٗ کے وصال کے بعد تھوڑے عرصہ تک ہی زندہ رہیں مگر ان کی تربیت کا اثر اس گھرانے میں ابھی تک جاری وساری ہے۔[2]

اسلامی بہنوں کو چاہیے کہ بیان کردہ واقعے سے درس حاصل کرتے ہوئے نہ صرف خود دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں میں حصہ لیں بلکہ اپنے بہن بھائیوں اور دیگر محرموں کو بھی مدنی کاموں کی رغبت دلائیں نیز خاص طور پر اپنے بچوں کے والد صاحب کے ساتھ مدنی کاموں میں ہر ممکن تعاون فرمائیں۔

اساتذہ کا ادب و احترام

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جہاں جہاں تعلیم حاصل کی وہاں

1 ... مہر منیر، ص ۳۱۴

2 ... مہر منیر، ص ۳۱۵

کے تمام لوگوں کا آپ بے حد احترام فرماتے تھے، اساتذہ کی اولاد کے احترام کی تو حد ہی نہ تھی، انگہ کے اُستاذ حافظ سلطان محمود سیالوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے صاحبزادہ مولانا شمس الدین صاحب کو آپ خود بخاری شریف پڑھایا کرتے اور جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی تعزیت کے لیے انگہ تشریف لے جاکر وہاں اپنے خرچ سے وسیع پیمانے پر کھانا پکوا کر تقسیم فرمایا، اس کے بعد پوری زندگی ان کے سارے کنبے کی خبر گیری فرماتے رہے، انگہ کا کوئی آدمی ملنے آتا تو اس کا خاص خیال فرماتے بلکہ وادی سون کا پورا علاقہ حافظ سلطان محمود صاحب کی وجہ سے حضرت کے نزدیک قابل احترام ہو گیا تھا۔[1]

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بہت کرم نوازیاں تھیں یہی وجہ ہے کہ وقتاً فوقتاً خلقِ خُدا آپ کے کمالات اور فُیوض وبرکات سے مُستفیض ہوتی رہی آیئے اپنے دل میں اولیاءُ اللہ کی مَحبّت وعقیدت مزید بڑھانے کے لئے آپ کی کرم نوازیوں اور کرامات کے بارے میں چند واقعات مُلاحظہ کیجئے۔

(1) نسبت کی برکت

ریاست حیدر آباد دکن کے ایک رئیس نواب ولیُ الدَّولہ حضرت سے بیعت تھے۔ بیماری کے سلسلہ میں ڈاکٹروں نے انہیں بحری ہوا خوری کے لیے لندن جانے کا مشورہ دیا، نواب صاحب نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں اجازت کے

---

1 ...مہر منیر، ص ۳۱۶

لیے عریضہ لکھا تو آپ نے لکھ بھیجا کہ اگر بحری ہوا ہی کھانا ہے تو بجائے لندن کے حج بیتُ اللہ اور مدینہ شریف کی زیارت کو جایئے، بحری ہوا خوری کا مقصد بھی پورا ہو جائے گا، نواب صاحب کو شراب کی عادت تھی، اسی سال نواب صاحب بہاولپور اور ان کے ہمراہ پیر مِہر علی شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نیاز مند اور جامعہ عباسیہ بہاول پور کے شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی حج کیلئے گئے جب جدہ پہنچے تو انہیں دیکھا کہ نواب ولی الدولہ نے شراب کے تمام بکس جو ہمراہ تھے سمندر میں پھنکوا دیئے اور سچے دل سے توبہ کی، حج کرنے کے بعد مدینہ عالیہ پہنچ کر فوت ہو گئے، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک ان کا جنازہ روضہ عالیہ کے سامنے رکھا رہا، دیکھنے والے رشک کرتے تھے کہ یہ کون خوش نصیب انسان ہے! حضرت شیخ الجامعہ نے اٹھ کر تعارف کرایا کہ یہ میرا پیر بھائی ہے۔حضرت امیرِ ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بھی وہاں موجود تھے، انہوں نے فرمایا لوگوں، دیکھو باخدا انسان (ولیُ اللہ) سے تعلق و نسبت کے کیسے عمدہ نتائج پیدا ہوتے ہیں۔[1]

(2) حادثے سے بچالیا!

حاجی محمد ایوب صاحب رات کے وقت ایران میں سفر کر رہے تھے نیند کے غلبہ میں اونگھ رہے تھے، خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہ عالم پیر مِہر علی شاہ قُدِّسَ سِرُّہٗ فرما رہے ہیں، لاری (گاڑی) کو روکو آگے گڑھا ہے، انہوں نے فوراً لاری کو رکوایا اور اتر

1 ... مِہر منیر، ص۲۹۶ بتغیر قلیل

کر دیکھا تو صرف چند گز کے فاصلہ پر سامنے ایک بہت بڑھا گڑھا موجود تھا۔[1]

(3) اپاہج تندرست ہو گیا!

مُضافاتِ خوشاب کے رہنے والے ایک شاہ صاحب دونوں پاؤں سے اپاہج و مفلوج تھے جب گولڑہ شریف آئے اور کچھ عرصہ حضرت قبلہ عالم قُدِّسَ سِرُّہٗ سے دوا اور دم کراتے رہے، وہ مسجد کے سامنے پڑے رہتے تھے، آپ نماز کو جاتے ہوئے اکثر اُنہیں دم دیا کرتے، ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُن سیّد زادے سے فرمایا کہ ابھی وقت نہیں آیا آپ فی الحال گھر چلے جائیں، چُنانچہ وہ چلے گئے، کافی عرصے بعد سیال شریف کے سفر میں خوشاب کے ریلوے اسٹیشن پر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انہیں گھٹنوں کے بل رینگتے ہوئے دیکھ کر پہچان لیا اور فرمایا، آیئے شاہ صاحب اب وقت آگیا ہے کہ میں آپ کے لئے دُعا کروں، جب ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرمائی حیرت انگیز طور پر شاہ صاحب اسی وقت سب لوگوں کے سامنے اٹھ کھڑے ہوگئے اور اپنے پیروں پر چل کر شہر چل دیئے۔[2]

(4) غوثِ پاک کا دیدار!

خان بہادر غلام رسول خان ایک بار گولڑہ شریف حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں بغداد شریف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: بغداد والوں کی مہربانی ہو تو یہاں بھی زیارت ہو سکتی ہے، بس اتنا کہنا تھا کہ خان صاحب

---

1 ... مہرِ منیر، ص ۳۲۵

2 ... مہرِ منیر، ص ۵۸۵

اُسی وقت جاگتی آنکھوں سے حضور غوثُ الاعظم عَلَیۡہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الۡاَکۡرَم کی زیارت سے مشرف ہوگئے۔[1]

(5) کنویں کا کھارا پانی میٹھا ہوگیا

حضرت پیر سیّد مِہر علی شاہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کی خدمت میں سید صدیق شاہ صاحب نے عرض کیا کہ گاؤں میں بہت سارا روپیہ خرچ کرکے کنواں کھدوایا گیا ہے جس کا پانی بہت کھارا ہے، لوگ بہت دور ایک پہاڑی چشمہ سے میٹھا پانی لاتے ہیں جس کی وجہ سے اُنہیں کافی تکلیف کا سامنا ہے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے کچھ پانی دم کرکے دیا جس کے ڈالنے سے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ کنویں کا کھارا پانی میٹھا ہوگیا، اور آج تک لوگ اُس سے مُستفیض ہو رہے ہیں۔[2]

(6) قوتِ گویائی لوٹ آئی!

حضرت پیر صاحب رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کے پاس پشاور میں ایک شخص اپنے چودہ سالہ بیٹے کو لے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ تقریباً چھ مہینے پہلے یہ ایک وادی میں بکریاں چرانے گیا تھا، واپس آیا تو زبان بند تھی، آج تک بات نہیں کرسکا، آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے لڑکے سے فرمایا، لڑکے کیا تمہارا باپ ٹھیک کہہ رہا ہے؟ اس نے فوراً اُس کی زبان ٹھیک ہوگئی اور اُس نے جواب دیا: ''جی ہاں میرا باپ ٹھیک کہہ رہا ہے۔'' آپ

1 ... مِہر منیر، ص۵۹۱

2 ... مِہر منیر، ص۵۹۱، ملخصاً

رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اب بات کیا کرنا۔[1]

(7) جاں بلب مریض شفا پا گیا

ملک غلام صمدانی صاحب ایک مُہلک مرض میں مُبتلا ہوئے۔ جس میں حلق اور ناک سے بے تحاشا خون جاری ہو گیا اپنے گاؤں سے میو ہسپتال لاہور پہنچائے گئے، جہاں میڈیکل افسر نے لاعِلاج قرار دیا، ان کے عزیز کپتان ملک محمد صادق صاحب ان امراض کے ایک ماہر ڈاکٹر کو وہاں لے گئے، اس نے کہا حالت خطرناک ہے مریض کو میرے کلینک میں لے چلو، خون کثرت سے بہہ رہا تھا اور انتہائی ضعف کی حالت تھی، لیکن اچانک مریض نے آنکھیں کھول دیں اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ، کمرہ کے دروازہ کی طرف دونوں ہاتھ پیشانی پر رکھ کر سلام کیا، پھر ایک جُھرجُھری لے کر اُٹھ بیٹھے اور اسی لمحہ خون بہنا بند ہو گیا، اور کمزوری بھی اس حد تک کم ہو گئی کہ باتیں کرنے لگے، کہا میرا مُعالج پہنچ گیا ہے، اب کسی اور سے علاج کی ضرورت نہیں، بعد میں بتایا کہ حضرت قبلہ عالم پیر مِہر علی شاہ قُدِّسَ سِرُّہٗ تشریف لائے تھے، دروازہ میں کھڑے ہو کر دریافت فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ میں نے سلام کیا تو ہاتھ اٹھا کر دُعا فرمائی اور ہاتھ سے اشارہ فرمایا، گویا کہہ رہے ہیں کہ یہاں سے چلے جاؤ اب علاج کی ضرورت نہیں یہ کہہ کر میری نظروں سے غائب ہو گئے، یہ حضرت پیر مِہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے وصال کے 23 برس بعد

---

1 ...مہر منیر، ص ۵۹۲

1960ء کا واقعہ ہے۔[1]

ایک فتنے کی سرکوبی!

حضرت پیر مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ۱۳۰۷ھ بمطابق 1890ء میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے گئے تو مکہ مکرمہ میں حضرت حاجی امدادُاللہ مہاجر مکی چشتی صابری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مُلاقات ہوئی، وہ آپ کے علم و فضل سے بہت متاثر ہوئے۔ حضرت پیر صاحب چاہتے تھے کہ حرمین طیبین ہی میں قیام کیا جائے مگر حضرت حاجی صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بتاکید مُراجَعت (واپس جانے) کا حکم دیا اور فرمایا: ہندوستان میں عنقریب فتنہ برپا ہونے والا ہے لہذا آپ اپنے ملک ہندوستان واپس چلے جائیں کیونکہ بالفرض آپ ہند میں خاموش ہو کر بیٹھ بھی جائیں گے تو پھر بھی وہ فتنہ ترقی نہ کر سکے گا۔ (پیر صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں) پس ہم حضرت حاجی صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اس کشف کو اپنے یقین کی رُو سے مرزا قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

حضرت حاجی امدادُاللہ مہاجر مکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی پیشگوئی کے مطابق آپ کی مَساعیِ جمیلہ نے فِتنۂ قادیانیت کی سازشوں پر پانی پھیر دیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ۱۳۱۷ھ بمطابق 1899ء میں شمسُ الہدایہ نامی کتاب لکھ کر حیاتِ مسیح عَلَیْہِ السَّلَام پر زبردست دلائل قائم کئے، مرزا قادیانی ان دلائل کا جواب تو نہ دے سکا البتہ مناظرے کا چیلنج کر دیا، 25 جولائی 1900ء کی تاریخ مُناظرہ کے لئے طے پائی، چنانچہ

1 ... مہر منیر، ص ۵۹۵

مُقرّرہ تاریخ کو حضرت پیر صاحب اور عُلمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی بہت بڑی جماعت مقررہ تاریخ کو بادشاہی مسجد مرکزُ الاولیاء لاہور پہنچ گئی لیکن مرزا قادیانی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔[1]

مِہرِ مُنیر کے مُؤلّف مولانا فیض احمد صاحب 1963ء میں قبلہ غلام مُحی الدین عرف "بابو جی" رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کے ساتھ حرمین شریفین حاضر ہوئے تو مدینہ منوّرہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا میں قُطبِ مدینہ حضرت مولانا ضیاءُ الدّین احمد مدنی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کی بارگاہ میں بھی حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھا کہ کیا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَيْه رحمة الرحمن اور قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کی ملاقات ثابت ہے؟ تو سیدی قطب مدینہ نے ارشاد فرمایا: اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه اور پیر مِہر علی شاہ صاحب رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کی مُلاقات کا ثُبوت تو نہیں ملتا (یعنی مجھ تک یہ بات نہیں پہنچی) البتہ حضرتِ اعلیٰ گولڑوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کا ذکرِ خیر اور مرزا قادیانی کے جھوٹے دعوے کے خلاف آپ کے مُجاہدانہ کارناموں کا تذکرہ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کی مجالس میں بارہا سنا جاتا رہا۔[2]

آپ کی تصانیف کے نام

(1) سیف چشتیائی (2) شَمْسُ الْهِدَايَة (3) تَحْقِيْقُ الْحق (4) اَلْفُتُوْحَاتُ الصَّمَدِيَّة (5) اِعْلَاءُ كَلِمَةِ اللّٰهِ فِي بَيَانِ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰه (6) فتاویٰ مہریہ۔

---

1 ... تذکرہ اکابر اہلسنت، ص۵۳۸

2 ... لمعاتِ قُطبِ مدینہ، ص۲۷، ملخصاً، مطبوعہ دار الفیض گنج بخش لاہور

مَرَضُ الموت اور وصالِ پُر ملال!

ماہِ صفرُ المُظفّر میں حضرت پیر مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو زُکام اور میعادی بُخار کا عارضہ لاحق ہوا، آخری تین روز یہ کیفیت رہی کہ بار بار دستِ حق دُعا کے لیے اٹھاتے اور کبھی مُبارک چہرے تک تو کبھی پیشانی تک اُٹھاتے، کبھی نیاز مندوں کی اصرار پر چشمِ حق وا فرماتے(آنکھیں کھولتے)، بالآخر بروز ہفتہ ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ بمطابق 11 مئی 1937ء بروز بُدھ صبح کے وقت داہنے ہاتھ کی نبض رک رک کر چلتی تھی اور بائیں ہاتھ کی نبض حسبِ معمول جاری تھی پھر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسم ذات شریف ''اللہ'' ایک دفعہ ہی آہستہ مگر ایسی طویل اور عمیق آواز میں زبانِ شوق اور قلبِ عرفان سے ادا فرمایا کہ اس کی گونج آپ کے دماغ عالی سے قدم مبارک کے ناخنوں تک سارے بدنِ اطہر میں رگ وریشہ اور سینہ مُجلّٰی (شفّاف سینے) کی وسیع گھاٹیوں میں پھیل گئی، اور کچھ ہی دیر میں آپ وصال فرماگئے۔[1]

آپ کا مزارِ فائض الانوار گولڑہ شریف (ضلع راولپنڈی، پنجاب، پاکستان) میں موجود ہے جہاں پریشان حال لوگ اور دیگر عقیدت مند حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے ہیں خاص کر ۲۹ صفرُ المُظفر کو آپ کے عُرسِ مُبارک کے موقع پر عقیدت مندوں کا ہُجوم قابلِ دید ہوتا ہے اور نہایت ہی تُزک و احتشام کے ساتھ آپ کا عُرس منایا جاتا ہے علاوہ ازیں مزار شریف پر ہر سال حُضور سیدنا غوث اعظم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْاَکرَم کا عُرس بھی منایا جاتا ہے۔[2]

---

1 ... مہر منیر، ص ۳۳۵، ملخصًا

2 ... تذکرہ اکابر اہلسنت، ص ۵۴۱، بتغیر قلیل، فرید بک اسٹال

فہرس

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قران وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشِقانِ رسول کے **مَدَنی قافلوں** میں بہ نیّت ثواب سُنّتوں کی تربیّت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گُناہوں سے **نفرت** کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کیلئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ

ISBN 978-969-631-164-5
0109954
MC 1286
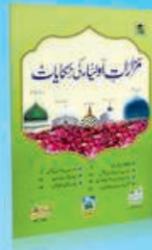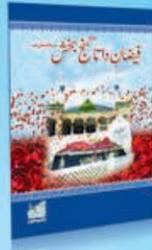
فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net